بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح عقیدہ واسطیہ مترجم

متن:

شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ

شرح:

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ

تعلیقات وحواشی:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ

فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن الجبرین رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ، تخریج واضافہ جات:

محمد زبیر شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ

نظر ثانی:

الشیخ محمد رفیق طاہر حفظہ اللہ تعالیٰ

زمین کو سمائے ہوئے ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت نہیں تھکاتی اور وہی بہت بلند، بہت بڑا ہے۔[28] [البقرة: 255]

---

(28) اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ذاتی طور پر بلند ہے اور اس کا عُلُوّ (بلندی) اس کی ازلی ابدی ذاتی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس حوالے سے اہل سنت کے دو مخالف گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اللہ ذاتی طور پر ہر جگہ ہے۔ جبکہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اللہ نہ جہان کے اوپر ہے، نہ نیچے ہے، نہ جہان میں ہے، نہ دائیں، نہ بائیں، نہ جہان سے جدا ہے، نہ اس سے ملا ہوا ہے۔

پہلا گروہ ان آیات سے استدلال کرتا ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝﴾ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کوئی تین آدمیوں کی کوئی سرگوشی نہیں ہوتی مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ کوئی پانچ آدمیوں کی مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم ہوتے ہیں اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، جہاں بھی ہوں، پھر وہ انھیں قیامت کے دن بتائے گا جو کچھ انھوں نے کیا۔ یقیناً اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔[المجادلة: 7] اور ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝﴾ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے اور وہ تمھارے ساتھ ہے، جہاں بھی تم ہو اور اللہ اسے جو تم کرتے ہو، خوب دیکھنے والا ہے۔[الحدید: 4] ان آیات کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر بلند نہیں ہے، صفاتی طور پر بلند ہے۔ (یعنی اس کی صفات بلند ہیں۔)

دوسرا گروہ جو اس بات کا قائل ہے کہ اللہ کی کوئی جہت (سمت) متعین نہیں کی جا سکتی ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر ہم اس کی کوئی جہت بیان کریں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی جسم ہے۔ اگر وہ جسم ہے تو جسم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ اس طرح تشبیہ دینا لازم آتا ہے۔ اس لیے ہم اس بات کے ہی منکر ہیں کہ وہ کسی جہت میں ہو سکتا ہے۔

ہم ان دونوں کی دو طرح سے تردید کرتے ہیں: (1) ان کے استدلال کو باطل کر کے۔

(2) قطعی دلائل سے ان کے دعویٰ کے متضاد کا اثبات کر کے۔

نمبر ایک: جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ذاتی طور پر ہر جگہ مانتے ہیں، ہم انہیں کہتے ہیں کہ تمہارا دعویٰ بالکل غلط ہے۔ عقل و نقل اس کی تردید کرتی ہے۔

نقل اس طرح تردید کرتی ہے کہ قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے علو کا اثبات کیا ہے۔ جس آیت سے تم استدلال کر رہے ہو، وہ تمہارے دعویٰ کی دلیل نہیں ہے کیونکہ معیت کا مطلب کسی جگہ میں حلول کر جانا نہیں ہوتا۔ کیا آپ نے عرب لوگوں کی یہ بات نہیں سنی کہ وہ کہتے ہیں: چاند ہمارے ساتھ ہے۔ حالانکہ وہ آسمان پر ہوتا ہے۔ شوہر کہتا ہے کہ میری بیوی میرے ساتھ ہے، حالانکہ خود وہ مشرق میں اور بیوی مغرب میں ہوتی ہے۔ سپہ سالار اپنے سپاہیوں سے کہتا ہے کہ آگے بڑھو میرے جوانو! میں تمہارے ساتھ ہوں حالانکہ خود اپنے دفتر میں ہوتا ہے اور سپاہی میدان جنگ میں۔ ان مثالوں سے پتہ چلتا ہے کہ معیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ آدمی ہمیشہ اپنے کے ساتھی کے ساتھ اس کی جگہ پر ہو۔ معیت جس طرف منسوب ہوتی ہے، اسی کی نسبت سے اس معنیٰ متعین ہوتا ہے۔ مثلاً: بعض اوقات ہم کہتے ہیں: یہ دودھ ہے جس کے ساتھ پانی ہے۔ یہ اختلاط والا ساتھ ہے۔ کوئی آدمی کہتا ہے: میرا سامان میرے ساتھ ہے حالانکہ وہ اس سے دور، اس کے گھر میں ہوتا ہے۔ اسی طرح جب وہ سامان اٹھالیتا ہے، تب بھی یہی کہتا ہے کہ میرا سامان میرے ساتھ ہے اور وہ اس کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ تو یہ بات ایک ہی ہے لیکن جس طرف منسوب ہوتی ہے، اسی نسبت سے اس کا معنیٰ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے معیت دیگر صفات کی طرح ایسی ہی ہے جیسی اس کی شان کے لائق ہے۔ یہ معیت کامل اور حقیقی ہے لیکن وہ خود آسمان پر ہے۔ ((مخلوق میں معیت ہر وقت اپنے حقیقی معنی میں نہیں ہوتی کیونکہ بسا اوقات حقیقت متعذرہ، مھجورہ یا غیر مستعملہ ہوتی ہے۔ سو مخلوق کے حق میں لفظ معیت کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور مجازی معنی لے لیا جاتا ہے۔ جبکہ خالق کے حق میں کچھ بھی متعذر (ناممکن) نہیں، سو خالق کے لیے معیت کا حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا۔ کہ اللہ نے جہاں اپنی معیت کا اثبات کیا ہے وہاں حقیقتاً اللہ کی معیت ہے۔ اور جہاں اللہ کی معیت پر کوئی دلیل نہیں وہاں اس کا اثبات کرنا درست نہیں۔ لہذا جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے ہم ان سے کہیں گے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین .(طاہر))

ان کے دعویٰ کے باطل ہونے پر عقلی دلیل یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں: جب تم یہ کہتے ہو کہ اللہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے تو اس سے بہت سی باطل باتیں لازم آتی ہیں۔ مثلاً: اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ متعدد ہیں یا اس کے ٹکڑے ہیں۔ بلاشبہ یہ لازم آنے والی بات بالکل باطل ہے۔ جب لازم باطل ہے تو جس چیز کی وجہ سے یہ لازم آرہا ہے، وہ بھی باطل ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جب تم کہتے ہو: وہ تمہارے ساتھ مختلف جگہوں میں ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ لوگوں سے بڑھ جاتا ہے اور لوگوں کے کم ہونے سے کم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تم اسے گندی جگہوں سے پاک قرار نہیں دیتے، وہ اس طرح کہ جب تم بیت الخلاء میں بیٹھ کر کہو گے کہ اللہ میرے ساتھ ہے تو اس سے بڑھ کر اللہ کی توہین اور کیا ہو گی؟ ((تعدد مکان تعدد مکین کو مخلوق میں تو مستلزم ہوتا ہے، خالق میں نہیں۔ بلکہ بسا اوقات مخلوق کے کبیر الحجم ہونے سے بھی یہ بات لازم نہیں آتی۔ مثلاً سورج اللہ کی مخلوقات میں سے ایک حقیر مخلوق ہے وہ بیک وقت تقریباً نصف دنیا پر موجود ہوتا ہے بہت سے ممالک کے لوگ بیک وقت سورج کو اپنے ساتھ پاتے ہیں۔ وللہ المثل الأعلی۔ طاہر))

اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کا قول عقل و نقل کے خلاف ہے۔ قرآن میں اس پر کسی بھی قسم کی دلیل موجود نہیں ہے۔۔۔۔

دوسرے گروہ کو ہم کہیں گے: (1) تمہارا جہت کی نفی کرنا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے ہی نہیں۔ کیونکہ ہم سوائے عدم کے ایسی کوئی چیز نہیں جانتے جو جہان کے اوپر ہو، نہ نیچے، نہ دائیں، نہ بائیں، نہ جڑی ہوئی، نہ علیحدہ۔ اس لیے بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر ہمیں یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وصف عدم سے بیان کرو تو ہمیں عدم کا اس سے سچا وصف اور کوئی نہیں ملے گا۔ (2) تم یہ کہتے ہو کہ جہت کے اثبات کے جسم کا ہونا لازم آتا ہے۔ ہم لفظ جسم کے بارے میں تم سے وضاحت طلب کریں گے۔ یہ کون سا جسم ہے جس کی وجہ سے تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات سے نفرت دلا رہے ہو؟ کیا تم ایسا جسم مراد لیتے ہو جو ایسی چیزوں سے مل کر بنا ہو جو ایک دوسری کی محتاج ہیں؟ کہ ان اجزاء کے اکٹھا ہوئے بغیر وہ جسم قائم ہی نہیں رہ سکتا؟ اگر تمہاری یہی مراد ہے تو ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں: ان معنوں میں اللہ کا جسم نہیں ہے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ اس کے علو کا اثبات اس طرح کے جسم ہونے کو لازم کرتا ہے تو اس کی بات بلا دلیل دعویٰ ہے۔ ہمارا صرف یہی کہنا کافی ہے کہ تمہیں بات قابل قبول نہیں ہے۔ اگر تمہاری مراد ایسا جسم ہے

جو بذات خود قائم ہے اور ایسی صفات سے متصف ہے جو اس کی شان کے لائق ہیں تو ہم اس طرح کے جسم کا اثبات کرتے ہیں اور کہتے ہیں: بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ایک ذات ہے، وہ از خود قائم ہے، صفاتِ کمال سے متصف ہے۔ یہ تو ایسی چیز ہے جو ہر انسان جانتا ہے۔

اس ساری بحث سے دونوں گروہوں کی تردید ہو جاتی ہے جو یہ ثابت کرتے پھرتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ ہے یا یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اللہ جہان کے اوپر ہے، نہ نیچے، نہ جڑا ہوا ہے، نہ علیحدہ ہے۔ ہم کہتے ہیں: وہ اپنے عرش پر بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علو کے دلائل جو اہل سنت کے مسلک کو ثابت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے مسلک کو غلط ثابت کرتے ہیں، اتنے زیادہ ہیں کہ ایک ایک کر کے شمار کرنا ناممکن ہے۔ اگر ان کی اقسام بنائی جائیں تو پانچ قسمیں بنتی ہیں: کتاب، سنت، اجماع، عقل، فطرت۔

کتاب: اس میں اللہ تعالیٰ کے علو کے مختلف دلائل موجود ہیں، مثلاً: اس کے بلند اور اوپر ہونے، چیزوں کے اس کی طرف اوپر چڑھنے اور اس کی طرف سے اترنے وغیرہ کی تصریح ہے۔

سنت: میں بھی مختلف اقسام کے دلائل ہیں۔ سنت کی تینوں اقسام یعنی قولی، فعلی اور تقریری سنت سے اللہ تعالیٰ کا ذاتی طور پر بلند ہونا ثابت ہے۔

اجماع: بدعتی فرقوں کی پیدائش سے پہلے تمام مسلمانوں کو اس بات پر اجماع تھا کہ اللہ اپنی مخلوق سے اوپر اپنے عرش پر بلند ہے۔۔۔۔

عقل: ہم کہتے ہیں کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ بلندی صفتِ کمال ہے۔ تو جب یہ صفتِ کمال ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا اثبات ضروری ہے کیونکہ اللہ صفاتِ کمال سے متصف ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ تین ہی صورتیں ہیں کہ اللہ یا تو اوپر ہو، نیچے ہو یا برابر ہو۔ نیچے اور برابر ہونا تو ناممکن ہے کیونکہ نیچے ہونا اپنے معنی کے اعتبار سے نقص ہے اور برابر ہونا بھی نقص ہے کیونکہ اس میں مخلوق کی مشابہت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ باقی صرف علو ہی رہ جاتا ہے۔ یہ بھی ایک عقلی دلیل ہے۔

فطرت: ہم کہتے ہیں کہ جو انسان بھی یارب کہہ کر اللہ کو پکارتا ہے، اس کے دل میں بلندی کا خیال ضرور آتا ہے۔

تشریح:

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «ثُمَّ رُسُلُهُ صَادِقُونَ مُصَدَّقُونَ» ”پھر اس کے رسول سچے اور تصدیق یافتہ ہیں“، یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کچھ خود اپنے بارے میں بتایا ہے، جیسا کہ پہلے مؤلف ذکر کر چکے ہیں کہ اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں، رسولوں، کتابوں پر ایمان۔۔۔ آخر تک اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو اور اپنی مخلوق کو زیادہ جانتے ہیں اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس کی مخلوق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح یہ باتیں بیان کرنے میں اللہ تعالیٰ سچے ہیں،

پھر اسی طرح اس کے رسول بھی ان باتوں میں سچے اور تصدیق یافتہ ہیں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیان کی ہیں۔ جو کچھ قرآن نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بتایا ہے، وہی رسولوں نے بتایا ہے۔ ان پر اللہ کی طرف سے درود وسلام نازل ہوں۔ ان میں سب سے افضل، ان کے امام اور سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے محمد ﷺ ہیں جنھوں نے بتایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی بلند وبالا اور سب سے اعلیٰ ہے۔ وہ اپنے عرش پر مستوی ہے۔ وہی عطا کرتا اور محروم کرتا ہے۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی عبادت کا مستحق ہے۔ سنت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بہت عظیم صفات بیان ہوئی ہیں۔ وہی معبود برحق ہے اور عبادتوں کا مستحق ہے کیونکہ اسی کی عبادت کی جاتی ہے جیسا اس بات پر قرآن دلالت کرتا ہے۔ سارے رسولوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو کچھ کہا، ان میں وہ سچے ہیں۔

یوں اللہ تعالیٰ کی ذات کی بلندی پانچوں دلائل سے ثابت ہے۔ رہی بات صفات کی بلندی کی تو ہر دیندار اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والا شخص اس سے متفق ہے۔ (العثیمین: 1/175-179)